Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.80, 2010, pp 181 - 190

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۰ء، شمارہ ۸۰

کشمیری تہذیب پر وسط ایشیائی و ایرانی تہذیبوں کے اثرات

ڈاکٹر سید علی رضا☆

Abstract:

Kashmir is famous for its richness of beauty, culture and traditions. It maintained close relations with different parts of Central Asia and Iran since ancient times. In 13th century, Kashmir became the magnetic attraction for the Muslim missionaries, Sufis, Saints and Ulemas (Muslim theologians) from Central Asia and Iran, who preached the message of Islam in the region. Mostly they comprised men from all walks of life to introduce Central Asian and Iranian skills and technologies as well. Hazrat Shah Nemat Ullah Kirmani, Hazrat Bulbul Shah and Hazrat Syed Ali Hamdani, the learned saints from Central Asia and Iran visited Kashmir in the 13th and 14th century for the purpose of preaching of Islam in Kashmir and brought with them several disciples, some of whom were said to be skilled craftsmen. These disciples also brought with them their own life style, language, dress pattern, food habits etc that got disseminated among the people of Kashmir. The influx was such that it was feared then that all these new cultural waves shall engulf the inhabitants, which subsequently did happen. As a result of such close relations, the culture of Kashmir show exuberant influences of Central Asia and Iran.

ریاست جموں و کشمیر برصغیر پاک و ہند کے سر کے تاج کی مانند دنیا کے نقشے پر موجود ہے۔ اگر اس خطہ کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ خطہ جنت نظیر ہزاروں سال کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

تاریخ میں اپنے اندر متمدّن تہذیب کو سموئے ہوئے ہے۔ ماضی میں اِس خطہ سرزمین کی سرحدیں اِس قدر وسیع رہیں کہ یہ خطہ کسی زمانے میں پاٹلی پتر، کلکتہ، گجرات تک پھیلا ہوا تھا اور دوسری طرف بخارا، خوارزم اور سارے ترکستان تک وسیع تھا۔ لیکن ان سارے تواریخی ادوار میں اِس خطہ ارضی میں آنا جانا، لین دین، تجارت اور تہذیبی تعلقات برصغیر پاک و ہند کی نسبت وسط ایشیائی ریاستوں وممالک سے زیادہ مربوط تھے[1]۔

کشمیر کے وسط ایشیاء کے ممالک کے ساتھ زمانہ قدیم سے ہی اچھے تعلقات رہے جن میں خصوصاً سمرقند، بخارا، عاشق آباد، کاشغر، ختن اور کرغستان کے علاقوں میں خطہ کشمیر سے قافلوں کی آمدورفت ہوتی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ کشمیر کی تہذیب پر ان علاقوں کی ثقافت کے گہرے اثرات مرتب ہوتے رہے۔ کشمیر کے معاشرے اور سماج پر وسط ایشیا کی تہذیب وقتاً فوقتاً اپنے اثرات مرتب کرتی رہی۔ چونکہ کشمیر جغرافیائی طور پر بھی وسط ایشیا کے نزدیک واقع ہے جس کی وجہ سے کشمیری سماج نے بہت جلد اس کے اثرات کو قبول کیا[2]۔ کشمیر میں ورودِ اسلام سے قبل بھی انہی ممالک سے متواتر اِس خطہ جنت نظیر کے مراسم رہے۔ زبان، ادب و ثقافت کے حوالے سے کافی اثرات ایک دوسرے پر مرتب کرتے رہے۔ چونکہ ورود اسلام سے قبل اِس خطہ زمین پر سنسکرت زبان بولی جاتی تھی جو ہندوؤں کی قدیم زبان تھی۔ اس دور میں بھی کشمیری ہندوؤں نے اپنی زبان کے ساتھ ساتھ اپنے ادب کو ان وسط ایشیائی ممالک میں لیجا کر وسعت بخشی اور نہ صرف وہاں کی تہذیب پر اثرات مرتب کرتے رہے۔ بلکہ اپنی ثقافت پر بھی وہاں کے اثرات کی چھاپ چڑھاتے رہے۔ پی این کے بامزئی لکھتے ہیں:

> Kashmiris carried their language and literature to different cities of Central Asia which later on also became important seats of learning Kashmiri settlements, as mentioned before, were established in Kucha, Khotan, Kashgar, Yarkand etc. and whatever influences travelled to these cities from the Valley at different times found a ready and warm reception at the hands of these settlers.[3]

اسلام کی اشاعت سے قبل سے ہی اِس خطہ ارض کو تجارتی اعتبار سے بھی اہم حیثیت حاصل رہی۔ خاص طور پر ہندوؤں اور بدھوؤں کے عہد میں یہ خطہ پوری دنیا میں اپنی منفرد حیثیت و مقام کا مالک بنا۔ ہندوستان اور وسط ایشیا سے بہت سے لوگ تجارت کی غرض سے یہاں آتے جاتے رہے، علاوہ ازیں دوسرے کارہائے زندگی میں بھی ایک دوسرے پر مکمل تعاون کر کے مثبت اثرات یہاں کے معاشرہ پر ثبت کرتے رہے۔ بامزئی دوبارہ لکھتے ہیں:

> Ancient Kashmir had far flung political and cultural contacts with distant corners of India, with Central Asia and Tibet and with China. Under Asoka and later Kaniska Kashmir became part of vast empires and being geographically situated at a central and strategic position in Asia, it became the meeting place of caravans from the plains of India and from distant cities in Central Asia.(4)

ہندو عہد میں خاص طور پر راجا للتادت نے نہ صرف کشمیر کی سرحدوں کو وسعت بخشی بلکہ وسط ایشیائی ممالک سے بہت سے لوگوں کو یہاں لا کر آباد بھی کیا تا کہ وہ اپنے ہنر کی بدولت یہاں کی عوام کو چمکا سکیں۔ اِس طرح بھی کشمیر میں وسط ایشیائی ثقافت کے اثرات کشمیری معاشرہ پر مرتب ہوئے۔ اس بارے میں یاسر محمد بابا لکھتے ہیں:

> Lalitaditya, who ruled from 724 to 760 A.D, was one among the great Hindu Ruler that Kashmir has produced. He was mighty warrior whose exploits ranged from Bengal in the east to Central Asia deserts in the north. From the conquered territories he brought riches and talent to enhance the beauty and glory of his native land.(5)

کشمیر صدیوں سے تجارتی اعتبار سے اہم مرکز رہا ہے جہاں دوسرے ممالک کے لوگ پڑاؤ کرتے تھے اور اپنے اپنے نظریات اور ثقافت کا پرچار بھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں ماضی میں ہندو، بدھ و شومت وغیرہ کے پرچارکوں نے اپنی اپنی ثقافت و تہذیب کو پروان چڑھایا۔ ایف ایم حسنین

اس بارے میں لکھتے ہیں:

> Kashmir has been for centuries, the fountain head of art and culture in the East. Being at cross-roads of ancient caravan routes in Central Asia, Kashmir has been the meeting point of various cultures such as Semitic, the Greek, the Buddhist, the Shaivist and the Muslims. The distinctive feature of Kashmir is that all these cultures are not merely stages of past history, but are living co-existent forces.(6)

کشمیر میں ورودِ اسلام سے قبل ہی وسط ایشیا سے باہمی روابط و تعلقات قائم رہے جس کی بدولت اِس خطہ جنت نظیر پر وہاں کی تہذیب کے گہرے اثرات بھی مرتب ہوئے۔ جس طرح قبل از اسلام بدھ مت کا پرچار وسط ایشیا تک براستہ کشمیر ممکن ہوا اِسی طرح تیرہویں صدی عیسوی میں اسلام کا پرچار بھی کشمیر میں وسط ایشیا کے مسلمانوں کی بدولت ہوا۔ اِن مسلمانان ترکستان کے بانی حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ تھے جن کے ساتھ لگ بھگ ایک سو سے زائد ازبک، تاجک و ترکمانی مرید تھے۔ اگر چہ وہ خود تو کشمیر میں بہت تھوڑا عرصہ تک قیام پذیر رہے مگر ان کے مریدوں نے کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں شب و روز دین اسلام کی تبلیغ کو جاری رکھا۔ انہی مریدوں میں ایک حضرت شرف الدین عبدالرحمٰن عرف بلبل شاہؒ بھی شامل تھے جنھوں نے سب سے پہلے کشمیر کے بادشاہ کو دین اسلام سے روشناس کرایا اور ایک نو مسلم کشمیری معاشرہ کی بنیاد رکھوائی (۷)۔ چونکہ یہ دور ایک نوزائیدہ مسلم دور تھا اور پورا کشمیری معاشرہ اپنے رسوم و رواج کے حوالے سے غیر مسلم معاشرے سے رنگا ہوا تھا بادشاہ وقت کی تقلید میں ہزاروں ہندو دائرہ اسلام میں تو آ چکے تھے مگر ان میں اسلامی روح کا سچا جذبہ ناپید تھا اور ۹۹ فیصد مسلمان اسلام کی بنیادی تعلیمات سے اور اسکے فلسفہ حیات سے ناواقف تھے۔ لہٰذا اُنکی اِس کمی کو دور کرنے کیلئے خداوند کریم نے ایران کی سرزمین سے ایک عظیم مُصلح کی حیثیت سے ایک اور مبلغ دین جناب سید میر علی ہمدانیؒ کو اِس جنت ارض میں بھیجا جنھوں نے اپنے دورہ کشمیر کے دوران اسلامی عقائد و تعلیمات کے پرچار اور علم کے فقدان کو شدت سے محسوس کیا چنانچہ اسکے سدباب کیلئے اپنی تحریک کو منظم کیا (۸)۔ اس طرح ان بزرگان

دین کی بدولت خطہء کشمیر میں اسلام کی تبلیغ کے علاوہ ان اقتصادی و معاشی قدروں کا بھی پرچار ہوا جن میں وسط ایشیائی و ایرانی عظمتیں اور وقار برابر شامل تھا۔

ایران سے تعلق رکھنے والے عظیم مبلغِ دین حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی ؒ کے ساتھ تقریباً سات سو کے قریب درویش کشمیر میں وارد ہوئے جن میں سے ایک بھی تارک الدنیا نہ تھا۔ یہ لوگ کھیتی باڑی اور محنت مزدوری و مشقت کے علاوہ صنعت و حرفت میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ کشمیر میں صنعت و حرفت کو انہی لوگوں نے فروغ دیا۔ یہ لوگ خود ہاتھ کی کمائی سے اپنی روزی پیدا کرتے اور جو لوگ ان کے مرید اور ماننے والے تھے ان کو بھی ان فنون سے بہرہ ور کرتے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے کشمیر میں زراعت کے بعد صنعت و حرفت نے معیشت کا دوسرا درجہ حاصل کیا(۹) اور ان فنون کے ساتھ تجارت کو بھی فروغ حاصل ہوا اور یوں کشمیریوں کیلئے نہ صرف ہندوستان بلکہ ایران، افغانستان اور دوسری اسلامی ریاستوں و ممالک کے دروازے کھُل گئے اور جب حکومتی اقتدار بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو ان باتوں کو اور بھی فروغ مِلا۔ اس طرح معاشرہ کے اِس شعبہ میں ہم رنگی و یکسانیت آئی کہ ایک طرف لوگوں میں ہمدردی اور یگانگت کا جذبہ پیدا ہوا اور دوسری طرف زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت بھی ان کے ذرائع معیشت میں داخل ہو گئے(۱۰)۔ اس دور میں صنعت حرفت سے حقیقتاً کشمیری عوام کا ذریعہ روزگار زیادہ وابستہ رہا۔ لیکن حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ کشمیر اپنی تمام تر مشہور عالم صنعت و حرفت کیلئے وسط ایشیا کے دوسرے ہمسایہ ممالِک کا ہمیشہ مرہون منت رہا(۱۱)۔ خطہ کشمیر میں اسلام کی شمع فروزاں ہونے کے بعد یہاں کے باشندوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کے کثیر الجہتی پہلوؤں کو بھی اپنانا شروع کیا اور باقاعدہ انداز میں ایک متمدّن معاشرہ کی بنیاد رکھی۔ اِس دوران بہت سے کشمیری سکالرز نے نہ صرف کشمیر میں رہ کر ان بزرگانِ دین سے اسلامی علم و فنون سیکھے بلکہ وہ دیگر تعلیمات جن میں عربی زبان، گرائمر، فلسفہ، تاریخ، فارسی زبان و فارسی ادب کے حصول کیلئے ان ممالک کا رخ بھی کیا جہاں سے علماء اکرام یہاں تشریف لا کر کشمیری معاشرہ کو اسلامی رنگوں سے مزین کر رہے تھے۔ بامزئی لکھتے ہیں:

Whereas, Islam was carried to Kashmir by Sufi and Sayyid missionaries from Central Asia. Many famous scholars from Kashmir went to that region to aquire

mastery of Islamic Jurisprudence, Arabic Grammer, Rhetoric, Logic, Philosophy, History, Arabic and Persian Literature. The famous madrasas at Samarkand and Bukhara had on their rolls some of the outstanding scholars from Kashmir.(12)

ان مبلغین اسلام کی آمد سے کشمیر میں دین اسلام کی شمع روشن ہوئی اور ایک منظّم اسلامی معاشرہ کا احیاء عمل میں آیا جس میں چارسُو اسلامی رنگوں سے مزین قوس قزا نے نہ صرف یہاں کے باشندوں کی چال ڈھال و رہن سہن کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کیا بلکہ ان روحانی اقدار کی بھی صحیح اسلامی انداز میں آبیاری کی۔ حضرت سید علی ہمدانیؒ نے اپنے مریدوں کے ہمراہ کشمیر تشریف لاکر یہاں کے باشندوں کو اسلامی طرز زندگی اپنانے کا شعور بھی بخشا۔ ان کے لباس کو غیر مسلموں کے لباس سے علیحدہ شناخت دی۔ آپؒ اور آپؒ کے مریدوں کے دیکھا دیکھی کشمیری لوگوں نے بھی سادات ایران کی طرح فرغل اور عمامے پہننا شروع کیے۔ آپؒ نے کشمیری معاشرے اور روزمرّہ کی زندگی کا گہرا جائزہ لینے کے بعد ان تمام بدعات، بدرسومات اور غیر شرعی کاموں کو روکنے کا حکم دیا جو ہندوؤں کے دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی اپنا رکھے تھے۔ کشمیری بادشاہ تو مسلمان تھا مگر اسلام کا تعزیری نظام رائج نہ تھا۔ آپؒ نے اپنے علماء اکرام کی مدد سے اسلامی تعزیرات مرتب کروائیں اور ان کا نفاذ عمل میں لایا۔ اُس کے مطابق چور اور قاتلوں کو وہی سزائیں دی جانے لگیں جو اسلام کے مطابق تھیں۔ آپؒ نے کشمیری معاشرے کے تمام پہلوؤں کی تطہیر اپنی نگرانی میں کرائی اور تمام عدالتوں میں اپنے ساتھی علماء کو بطور قاضی مقرر کرایا۔ تاکہ مسلمانوں کے مقدمات کے فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں ہوں(۱۳)۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ ہمدانؒ نے کشمیر کے تاجروں وصنعت کاروں میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ وہ گراں فروشی نہ کریں اور تجارت کو اسلامی اصولوں کے مطابق چلائیں۔ انہوں نے بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں میں تحریک کی کہ وہ مساوات محمدیؐ پر عمل کرتے ہوئے تمام ارضیات اپنے اپنے کاشتکاروں میں تقسیم کردیں تاکہ کشمیر میں معاشی ناہمواری باقی نہ رہے۔ علاوہ ازیں آپؒ کی آمد سے یہاں اسلام کا نظام عشر زکوٰۃ نافذ ہوا جس سے غرباء ومساکین کی سرکاری طور پر

مدد کا سلسلہ شروع ہوا جو اِس سے پیشتر نہ تھا۔

ایرانی صوفیائے اکرام کی بدولت خطہ کشمیر میں ایرانی تہذیب کی جھلک نمایاں ہوئی۔ آپؒ کے ساتھ جو علماء اکرام تشریف لائے ان میں خطیب، مُفسّر، محدث، فقہاء اور حافظ اکرام بھی شامل تھے علاوہ ازیں خطاط اور ماہرین تعلیم بھی ہمراہ تھے۔ آپؒ نے ہر فرد کی اہلیت اور رُتبے کے مطابق اسے خدمت تفویض کی۔ جس قدر فقہاء حضرات تھے انہیں بڑی بڑی درسگاہوں میں متعین کیا تا کہ اِس خطہ ارض میں پڑھے لکھے مسلمان نوجوان تیار کئے جاسکیں۔(۱۴) علم و ادب کی ترقی کیلئے مدرسہ سسٹم قائم کیا گیا جس کی بنیاد گلستان و بوستان جیسے طرز تعلیم پر تھی۔ فارسی زبان کو رائج کیا گیا علاوہ ازیں درس قرآن کا عمل شروع کیا اور فلسفہ، طب، قانون وغیرہ کی تعلیم کو عام کیا گیا(۱۵)۔

ان صوفیائے اکرام کی کشمیر آمد سے جہاں یہاں کی بود و باش پر گہرے اثرات مرتب ہوئے وہاں خورد و نوش کے طور طریقوں میں بھی کافی تبدیلیاں مرتب ہوئیں۔ قہوہ، نمکین چائے، لواسہ (ایک خاص قسم کا نان) باقر خانی، کلچے وغیرہ کو رواج دیا گیا(۱۶)۔ اور یوں رفتہ رفتہ کشمیری دسترخوان اپنے لوازمات کے اعتبار سے پوری دنیا میں منفرد مقام حاصل کرتا چلا گیا۔

ہندو چونکہ اپنے مذہبی رسوم کی وجہ سے زیادہ تر گھاس پات پر گزارہ کرتے تھے۔ لیکن اسلام اور ایرانی اثر میں کشمیر دنیا کا سب سے بڑا گوشت خور ملک بن گیا۔ یہاں کے ہندو اور مسلمان برابر گوشت کھانے لگے اور اسکی تیاری میں وہی طریقے استعمال کئے جاتے جو ایران اور وسط ایشیائی ممالک میں رائج تھے۔ برتنوں کی ساخت اور اقسام بھی ایرانی طرز پر تھیں۔ یہی حال تعمیرات کا بھی رہا(۱۷)۔

ایرانی سادات بالخصوص حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ حقیقت میں یہاں کے نومسلم معاشرے کو تقویت دی اور اسکے ساتھ ساتھ عبادت خداوند کریم کی غرض سے دین اسلام کی رو سے اوراد و وظائف کے انمول تحفوں سے بھی نوازا، چونکہ یہ وہ دور تھا جب اسلام کی کرنیں فرزندان و دختران کشمیر کے وجود کو اپنی نورانیت سے روشن کر رہی تھیں اور ہندو معاشرے سے نومسلم معاشرے کے احیاء کی طرف سفر کا آغاز تھا لہٰذا زیادہ تر لوگ عقیدہ و عبادت کے اعتبار سے دین اسلام کے بنیادی اصولوں و طریقوں سے بے خبر تھے تو اس وقت آپؒ نے مسلمانوں کو عقیدہ کی پختگی کے

ساتھ ساتھ عباداتِ خداوند کریم بجالانے کے طور طریقوں سے بھی آگاہ کیا۔

آپؒ نے حقیقی معنوں میں کشمیری عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین کشمیر کو اسلامی ضابطہ حیات سے آراستہ کیا۔ انہیں سلاطین کشمیر میں سلطان زین العابدین بڈ شاہ بھی گزرا جس کی انتھک کاوشوں سے کشمیر نہ صرف اسلامی قلعہ بنا بلکہ اس کے تعلقات دوسرے مما لِک سے قائم ہوئے اور ملک میں ترقی وخوشحالی کے دروازے کھلنا شروع ہوئے۔ بڈ شاہ کے عہد کشمیر کی تاریخ میں ''عہد زریں'' کے نام سے جانا جاتا ہے بڈ شاہ بذات خود علم و ادب سے انتہائی شغف رکھتا تھا۔ اِس کے دور میں دوسرے مما لِک سے علماء وفضلاء کی کثیر تعداد کشمیر میں وارد ہوئی جو اِس سے پہلے کشمیر کی تاریخ میں نظر نہیں آتی (۱۸)۔ اس عظیم بادشاہ نے ترقی کے جو دروازے اہل کشمیر کے لئے کھولے وہ اِس سے پیشتر کبھی نہ کھلے تھے۔ بہت سے کاریگروں کو ایران اور دوسرے ہمسایہ مما لِک سے کشمیر لایا گیا جنہوں نے صنعت وحرفت کے شعبوں کو ترقی کی منزلوں سے ہمکنار کیا۔ علاوہ ازیں ایرانی موسیقی کو بھی متعارف کروایا گیا۔ مُلاّ جمیل خُراسانی اور مُلاّ عودی خُراسانی جیسے نامور موسیقاروں کی وساطت سے ایرانی موسیقی کی ترویج کی، تصوف، سماع اور موسیقی اختلافات کے باوجود ہم آہنگی رکھتے ہیں اسی ہم آہنگی کی بدولت صوفیاء اکرام نے غیر موافق گوش گزا صداؤں کی جگہ موافق موسیقی کو رواج دیا اسی علم دوست بادشاہ نے سمرقند سے خطّاطوں کو بھی کشمیر مدعو کیا اور ان کے فن کی سرپرستی فرمائی۔ کشمیریوں کے لکھے ہوئے مخطوطات آج بھی اِس بات کی دلیل ہیں کہ ان میں اور ایرانیوں کے نوشتہ مخطوطات میں کوئی مغائرت نہیں پائی جاتی، ابریشم سازی، باغبانی اور شجر کاری کا مطالعہ بھی وادی کشمیر اور سمرقند، بخارا نیز وسط ایشیا کے دیگر مما لک سے مماثلت کا عکاس ہے (۱۹)۔

غرضیکہ بڈ شاہ کے عہد زریں میں اس خطہ دل نشیں پر بیرونی تہذیبوں کے اثرات متواتر اِس نوزائیدہ مسلم تہذیب پر مرتب ہوتے رہے۔ ہر دور حقیقت میں کشمیری ثقافت کی ترقی کا دور ثابت ہوا۔ اس دور میں کشمیر کے تعلقات دیگر مما لک جن میں روم، مصر، سعودی عرب وغیرہ سے بھی استوار ہوئے۔ مغربی ہمالیائی سلسلہ ہائے کوہ، کوہستان قراقرم اور ہندوکش کے سر بفلک پہاڑی سلسلے کشمیر اور وسط ایشیا کی ریاستوں کے درمیان تجارتی روابط میں حائل نہ ہو سکے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان تعلقات میں مزید پختگی آتی چلی گئی اور تجارتی قافلوں کی آمدورفت کا سلسلہ ان

روابط کو مزید مضبوطی دیتے ہوئے ان خطوں کی عوام کے درمیان ثقافتی رشتوں کی عظمت و رفعت کا بھی سبب بنتے رہے۔ اس طرح وہاں کی معاشرت میں بھی تبدیلیاں مرتب ہونا شروع ہوئیں۔ غرض یہ کہ کشمیری معاشرہ کے ہر پہلو پر وسط ایشیائی و ایرانی اثرات نمایاں ہوئے۔ جس کی وجہ سے یہ خطہ پوری دنیا کے سامنے 'ایران صغیر' بن کے اُبھرا[۲۰]۔ اور اس طرح کشمیری ثقافت پر اسلامی معاشرت کے اثرات کی گرفت مضبوط ہوتی چلی گئی۔ الغرض چودھویں، پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی کے دوران سلاطین کشمیر کے عہد میں کشمیر کے وسط ایشیا و ایران کے ساتھ برابری کی سطح پر نہایت گہرے سیاسی، ثقافتی اور تجارتی روابط استوار ہوئے[۲۱] مگر سولہویں صدی عیسوی کے آخر میں جب کشمیر مغل سلطنت کا صوبہ قرار دیا گیا تو اپنی آزادی سے محروم ہوا اور پھر خطہ کشمیر کی کامیابیوں، کامرانیوں اور ترقیوں پر مبنی تاریخ کا باب بند ہو کر کرب و آزمائش کا دور شروع ہوا جس سے اِس خطہ کے خارجی تعلقات کو جو پہلے اچھی بنیادوں پر استوار تھے ان کو شدید دھچکا لگا۔ مغلوں کے بعد افغان اور سکھوں نے اِس خطہ زمین اور اِسکے باسیوں کو آن لیا۔ چونکہ یہ تینوں قومیں غیر کشمیری تھیں اِسلئے انہوں نے کشمیر اور کشمیریوں کو نظر انداز کر کے اپنی مہمات کو تکمیل دینے کو ترجیح دی۔ اسی طرح پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا اختیار کشمیریوں کے پاس نہ رہا جس کی وجہ سے خارجی تعلقات میں خاطر خواہ بہتری نہ آسکی[۲۲]۔

سکھوں کے بعد جموں کے ڈوگرے کشمیر پر اپنا اقتدار جمانے میں کامیاب ہوئے تو پھر اُنہوں نے مقامی ریاستی باشندے ہونے کی بناء پر ریاست کی سیاسی حیثیت مستحکم کرنے اور پڑوس کے تمام ممالک بالخصوص روسی ترکستان، چین و دیگر ریاستوں کے ساتھ تجارتی تعلقات کو فروغ دینے میں دلچسپی لی[۲۳] اور طویل عرصہ کے بعد از سرِ نو ہمسایہ ممالک سے تعلقات قائم و بحال کرنے میں بالآخر کامیاب ہوئے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱) نصرت نثار: مضمون وسطی ایشیاء اور کشمیر کے روابط شامل در مجلہ سنگر مال، مدیر ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شعبہ کشمیریات، یونیورسٹی اورینٹل کالج، جلد۶، ۱۹۹۹ء، ص ۳۹

۲) ایضاً۔ص ۳۹

3) Bamazai, P.N.K., Kashmir and Central Asia, Book Traders, Lahore. 1995, Page-147.

4) Bamazai, P.N.K. Cultural and Political History of Kashmir, Vol-I, Gulshan Books, Srinagar, 2007, Page-252.

5) Baba, Yasir Muhammad, My Land My People, Gulshan Books, Srinagar, 2007, Page-34.

6) Hassnain, F.M., Heritage of Kashmir, Gulshan Publishers, Srinagar, 2007, Page-43.

۷) بخاری، نصرت نثار: مضمون وسطی ایشیاء اور کشمیر کے روابط، سنگر مال مذکور، ص ۴۰

۸) آزاد، سید محمود، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، آزاد کشمیر، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۱۵

۹) کشفی، غلام احمد، میر، کشمیر ہمارا ہے، دین محمدی پریس، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۵۷

۱۰) ایضاً، ص ۵۸

۱۱) میر، جی۔ایم، کوہستان قراقرم سے بحر قزوین تک، مکتبہ داستان، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۸

12) Bamazai, P.N.K., Kashmir and Central Asia, Book Traders, Lahore, 1995, Page-217

۱۳) آزاد، سید محمود، تذکرہ اولیائے کشمیر، ص ۲۴

۱۴) ایضاً، ص ۲۶

۱۵) بخاری، نصرت نثار: مضمون وسطی ایشیاء اور کشمیر کے روابط، سنگر مال مذکور، ص ۴۲

۱۶) ایضاً۔ص ۴۲

۱۷) کشفی، غلام احمد میر، کشمیر ہمارا ہے، دین محمدی پریس، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۵۹

۱۸) فوق، محمد الدین، شباب کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۸۷ء، ص ۲۴۹

۱۹) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران صغیر و ایران کبیر، آئینہ ادب، لاہور، س ن، ص ۲۶

۲۰) کشفی، غلام احمد، ہمارا کشمیر، دین محمدی پریس، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۶۰

۲۱) میر، جی۔ایم، کوہستان قراقرم سے بحر قزوین تک، مکتبہ داستان، میکلوڈ روڈ، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۷

۲۲) ایضاً۔ص ۱۷

۲۳) ایضاً ص ۱۸